★ــــ حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب

دوام حدیث

قسط نمبر ۲۷

حجیتِ حدیث

پر

قرآنی دلائل اور چند شبہات کا ازالہ

تیسرا مسئلہ :

بعض جزئیات کا قرآن میں نہ ہونا اور ان کی حفاظت بصورت کتابت قرآن کی طرح نہ کرنا، یہ اس فرق کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ قرآنی احکام میں ردوبدل نہیں ہو سکتا اور حدیثی احکام میں ہو سکتا ہے کیونکہ ان میں کوئی ملازم نہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ بعض حدیثیں قرآن سے مستنبط ہیں مگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دین کے بارہ میں نبی کے وہ اجتہادات جن کو برقرار رکھا گیا ہے اور وحی کے ذریعہ ان کی تردید نہیں کی وہ وحی کے حکم میں ہیں۔

حدیث کی قرآن سے کیا نسبت ہے؟

تتبع اور استقراء سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حدیثیں تین قسم کی ہیں :-

(۱) قرآنی مسائل کا حدیث میں تکرار ہے جو مسائل قرآن میں ہیں وہی حدیث میں ہیں ان میں اجمال و تفصیل کا بھی فرق نہیں۔

(۲) قرآن میں اجمال ہے اور حدیث میں تفصیل ہے یا قرآن میں عام لفظ ہے اور حدیث میں اس کی تخصیص ہے یا قرآن میں مطلق ہے اور حدیث میں اس کی تقیید ہے۔ مندرجہ ذیل مسائل میں یہی وطیرہ ہے۔ نماز، روزہ، وضو، غسل، حج، زکوٰۃ وغیرہ

(۳) بعض حدیثیں قرآن سے الگ ہیں اگرچہ وہ حدیثیں قرآنی علوم کی سی ہیں مگر قرآن سے زائد قرآنی علوم کی طرح ہونے سے ان کو قرآن کی تفسیر بھی کہا جا سکتا ہے اور پہلی دو قسموں کا قرآن سے الگ نہ ہونا ظاہر ہے۔ اس لحاظ سے ساری حدیثیں قرآن کا بیان ہوں گی

حدیثوں کی دو قسموں (دینی اور دنیوی) کا حکم

دینی حدیثیں وہ ہیں جن میں احکام کا ذکر ہو جیسے حلت و حرمت وغیرہ یا شرائط شرعیہ یا مانع شرعی یا سبب شرعی کا بیان ہو،

دنیوی حدیثیں وہ ہیں جن میں فوائد دنیا کا عقلی طور پر ذکر ہو۔ مثلاً کھانا کس طرح پکانا چاہیئے یہ بحث دنیوی ہے اور یہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے، یہ بحث دینی ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حیثیت رسُول ہونے کی ہے اس لحاظ سے آپ احکام مقرر کرتے ہیں، شرائط، موانع اور سبب شرعی بیان کرتے ہیں اور ایک حیثیت آپکی انسان ہونے کی ہے اس لحاظ سے آپ دُوسرے انسانوں کی طرح دین اور دُنیا کی باتوں میں غور کرتے اور ان پر عمل کرتے ہیں جو بات پہلی حیثیت سے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے ہو گی اگر من جانب اللہ اس کی تردید نہ ہوا اور اس کو دین کہیں گے اس لحاظ سے آپ کا ہر قول و فعل اور تقریر دین میں بطور دلیل تسلیم ہو گی مگر جو بات آپ دوسری حیثیت سے کریں گے وُہ امر دُنیا ہوگا اس میں آپ کی اتباع لازم نہیں ہو گی، مگر وُہ کام کرنا جائز ہوگا، کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم بھی ہر کام میں اس کے جواز و عدم جواز کے بارہ میں شریعت کی پابندی کے مامور ہیں آپ قصداً کوئی کام ناجائز نہیں کر سکتے اور اس لحاظ سے کہ آپ بہتر انسان ہیں وُہ قابل اقتداء ہوگا مثلاً آں حضرت نے پنیر کھایا، اس میں دُو چیزیں ہیں ایک پنیر کا حلال ہونا یہ امر دینی ہے اور دُوسرا پنیر کا کھانے میں انتخاب کرنا یہ امر دنیوی ہے۔ پس عبادت کے علاوہ دُوسرے

کاموں میں حلت و حرمت اور ان کی صحت کے شرائط وغیرہ امر دینی ہے اور دنیوی مفاد کو ملحوظ رکھ کر کرنا یہ امر دنیوی ہے۔ اسی طرح نکاح کی صحت کے شرائط مثلاً مسلمان عورت کے لیے مرد کا مسلمان ہونا، ولی کا ہونا، دو گواہوں کا ہونا، طرفین کا رضامند ہونا، عورت کا محرمات سے نہ ہونا اور نکاح کا حلال ہونا یہ شرعی مسئلہ یا دینی امر ہے۔ اور قضاء شہوت کے لیے نکاح کرنا یہ امر دنیوی ہے۔ اسی طرح بیع کی صحت کے لیے بیع کا ملک میں ہونا طرفین کی رضامندی ایجاب و قبول اور بیع کا حلال ہونا یہ مسئلہ دینی ہے۔ اور دنیوی فائدے کی بناء پر بیع کرنا یہ دنیوی امر ہے۔ عبادات احکام اور فعل دونوں میں امر دینی ہیں، کیونکہ عبادت میں دنیوی مفاد کا لحاظ رکھنا عبادت کو باطل کر دیتا ہے یہی حال شرعی علوم کا ہے ان کو دنیوی مفاد کیلئے حاصل کرنا منع ہے اور دنیوی علوم کو دنیوی مفاد کیلئے حاصل کرنا جائز ہے

خلاصہ کلام یہ ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی فعل یا بات یا تقریر ثابت ہو جو احکام اس امر میں پہلی حیثیت سے ثابت ہوتے ہیں ان کو لیا جائے تو وہ امر دینی ہو گا، اگر ان امور کو لیا جائے جو دوسری حیثیت سے ثابت ہوتے ہیں تو یہ امر دنیوی ہو گا۔ دینی حیثیت سے اس میں آپ کی اقتداء کی جائے، دوسری حیثیت سے یہ امر دینی حجت نہیں ہو گا۔

انبیاء علیہم السلام اس لیے مبعوث ہوتے ہیں، کہ دین میں ان کی بات حجت تسلیم کی جائے دنیوی امور میں وہ دوسرے انسانوں کی طرح ہوتے ہیں پس پیغمبر کا جو فعل یا قول رسول ہونے کی حیثیت سے ہو خواہ قرآن میں ہو یا حدیث میں وہ حجت ہے اور پیغمبر کا جو قول و فعل دوسری حیثیت سے ہو وہ دینی حجت نہیں پس فرق حقیقت میں دنیا اور دین کی حیثیت کا ہے۔ نہ اس حیثیت کا کہ ایک حکم قرآن میں ہے اور ایک حدیث میں ہے اس کی مثال اس طرح ہے، کہ ایک امیر اپنے دائرہ اختیار میں جو حکم دے گا وہ امارت کی حیثیت سے ہو گا اور جو حکم اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہو گا، وہ غیر امیر ہونے کی حیثیت سے ہو گا، امیر کا پہلا حکم واجب الاطاعت ہو گا، دوسرا حکم واجب الاطاعت نہ ہو گا، پس واجب الاطاعت حکم اور غیر واجب الاطاعت حکم کے فرق کا مدار امیر کے دائرہ اختیار میں ہونے یا نہ ہونے پر ہے، نہ اس امر پر کہ ایک حکم کو کاتب سے لکھایا جائے، اور ایک کو نہ لکھایا جائے، یا

ایک کو اشاعت کے لئے دیا جائے اور ایک کو اشاعت کے لئے نہ دیا جائے، یہی حال رسُول کی خبر کا ہے، پس جو خبر اور وحی بحیثیت رسُول ہو وُہ واجب الاطاعت ہے اور جو بحیثیت رسالت نہ ہو وُہ دُوسرے انسانوں کی باتوں کی طرح ہے خواہ مکتوبی شکل میں ہو یا غیر مکتوبی صُورت، الیس ثابت ہُوا کہ اطاعت خدا و رسُول کا یہ معنٰی کرنا کہ مرکزِ ملت کی اطاعت ہو غلط ہے۔

امام ابوحنیفہ اور حدیث:

امام ابو حنیفہ حدیث کو اسی طرح مانتے تھے جس طرح دُوسرے ائمہ مگر منکرین حدیث ان کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں ہیں وُہ اقوال جو آپ سے بعض احادیث کے خلاف صادر ہوتے ہیں ان سے سند لکھواتے ہیں، اور ان کی اس روش کو بھُول جاتے ہیں جو انہوں نے احادیث پر عمل کرنے میں اختیار فرمائی ہے۔ بعض جگہ امام ابوحنیفہؒ سے بعض احادیث کے متعلق اس قسم کے الفاظ مروی ہیں کہ یہ حدیث رجز یعنی شعر ہے یا یہ حدیث ہذیان (بکواس) ہے۔ ان کو اپنی بات کی سند میں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ بات سراسر غلط ہے، کیونکہ جن روایات میں یہ لفظ وارد ہوتے ہیں ان کی سندیں صحیح نہیں، پھر ان کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث تو صحیح ہے مگر حدیث چونکہ سند نہیں سند صرف قرآن ہے، اس لئے یہ بکواس ہے، بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ یہ فلاں حدیث کے خلاف ہے جو صحیح ہے۔ اور اس حدیث کو صحیح نہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ اس کی اس سند کو نہیں جانتے جو بالکل صحیح ہے یہ ایک اجتہادی غلطی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہ مسلک نہیں کہ حدیث کو رائے پر مقدم کرنا چاہیئے، بہت جگہ فقہ میں یہ آتا ہے کہ یہ حدیث رائے کے خلاف ہے، اس لئے اپنے مورد پر بند رہے گی، یہ کہنا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر میری رائے کے خلاف اس لئے میں نہیں مانتا) کسی مسلمان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص قیاس و استنباط کرے وُہ اہل الرائے ہے یہ بات اللہ کی قسم غلط ہے۔ کیونکہ رائے سے مراد اگر سمجھ اور عقل ہو تو اس

صورت میں سب علماء اہل الرائے ہوں گے، کیونکہ فہم اور عقل سے کوئی عالم خالی نہیں ہوتا، اگر رائے سے مراد وہ رائے ہو جس کی سُنّت سے تائید نہ ہوتی ہو تو اس صورت میں کسی کو اہل الرائے نہیں کہنا چاہیے، کیونکہ اس قسم کی رائے کا قائل ہونا کسی مسلمان کا مسلک نہیں ہو سکتا۔ حجۃ البالغہ ص ۱۲۹ ج ۱

ہر اہل حدیث گھرانہ

اِن کُتب سے خالی نہ ہونا چاہیئے

تفسیر ثنائی کامل در سہ جلد حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ -/۶۳ روپے

فتاویٰ ثنائیہ کامل در دو جلد حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

محشیٰ، مولانا شرف الدین محدث دہلویؒ ترتیب۔ مولانا محمد داؤد صاحب راز -/۵۵ ״

واضح البیان فی تفسیر ام القرآن مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ ۵۰/۱۶ ״

حیات طیّبہ شاہ اسماعیل شہید مرزا حیرت دہلوی ۵۰/۱۳ ״

مرزائیت اور اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر ایم اے ۶/ ״

مؤلفین صحاح ستہ شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد عبدہٗ فیروزپوری -/۶ ״

مفردات القرآن امام راغب اصفہانی ترجمہ شیخ التفسیر مولانا محمد عبدہٗ فیروزپوری -/۳۶ ״

ملنے کا پتہ

ادارہ "ترجمان السنۃ"، ایبک روڈ، انارکلی لاہور